UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1192019

تفسیر "احکام القرآن" میں امام طحاویؒ کے منہج واسلوب کا تحقیقی مطالعہ

The Methodology and Stylistic Approach of Imām Ṭaḥāvī in Tafsīr "Aḥkām ūl Qur'ān"

Dr. Ḥafiz Muhammad Sānī
Chairman, Deptment of Qur'ān & Sunna'h, Federal Urdū University, Karāchi, Pākistān
Email: hafiz_sani@gmail.com

Mr. Bakht Shaid
Ph.D Research Scholar, Federal Urdū University, Karāchi, Pākistān
Email: bakhtshaid@gmail.com
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1192019

Abstract:
Aḥkām ul Qur'ān authored by Abū Jafar Ṭaḥāvī is considered to be an authentic commentary on the holy Qur'ān. Although the book mainly focuses on the chapters related to the divine law, yet, the recognition it received was mostly due to its methodology and unique style. In this paper the researchers have presented a detailed account of the methodology and stylistic approach of the author. Apart providing comprehensive biography of Abū Jafar Ṭaḥāvī the paper also visualizes the humble and accommodating nature of Abū Jafar Ṭaḥāvī who displays great tolerance towards other scholars as far as different of opinions is concerned.
Keywords: *Abū Jafar Ṭaḥāvī, Methodology, Tafsīr, Aḥkām, Qur'ān*

تمہید:

قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی وہ کامل آخری کتاب ہے جو قیامت تک بنی نوع انسان کی راہنمائی کرتی رہے گی۔ اس کی تعلیمات ابدی ہیں اور ہر زمانے میں انسانیت کی بھرپور راہنمائی کرتی ہیں۔ مفسرین نے ہمیشہ سے مختلف جہات سے اس مقدس کتاب کی تفسیریں لکھی ہیں، روئے زمین پر اتنی خدمت کسی اور کتاب کی نہیں ہوئی جتنی اس مقدس اور الہامی کتاب کی ہوئی ہے۔ قرآن کریم علوم و معارف کا ایک بحر ذخار ہے، چنانچہ حضرات مفسرین نے اس کی تفسیر میں مختلف رجحانات اپنائے ہیں۔ بعض نے اس کی صرفی اور نحوی جہات کو پیشِ نظر رکھ کر تفسیریں لکھی ہیں جبکہ بعض حضرات نے اس کے بلاغی مباحث کو اپنا موضوعِ بحث بنایا ہے۔

قرآنِ کریم کا اصل مقصد چونکہ انسانیت کی راہنمائی ہے اس لئے بیشتر محدثین نے اس جہت کو سامنے رکھتے

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1192019

ہوئے صرف ان آیات کی تفسیر پر مستقل کتابیں تصنیف کیں جن میں احکام کا بیان ہے، چنانچہ علامہ محمد بن عبد اللہ اندلسی، ابن العربیؒ نے احکام القرآن کے نام سے چار جلدوں میں تفسیر لکھی ہے، اسی طرح علامہ ابو بکر احمد بن علی الرازی الجصاص نے پانچ جلدوں میں، علامہ ابو الحسن علی بن محمد نے چار جلدوں اور حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی ہدایت پر شیخ التفسیر مولانا ادریس کاندھلویؒ اور مفتی محمد شفیعؒ نے پانچ جلدوں میں احکام القرآن کے نام سے تفاسیر لکھیں۔ ان سب تفاسیر میں آیات الاحکام کی تفسیر کے ضمن میں احکام عملیہ کی واضح تشریح درج کی گئی ہے۔ انہی تفاسیر میں ایک مایہ ناز اور تفسیر بالماثور کی شاہکار امام طحاویؒ کی احکام القرآن بھی ہے۔ جس کے منہج و اسلوب کا بیان اس آرٹیکل میں پیشِ نظر ہے۔

تعارفِ کتاب

زیرِ نظر کتاب کا نام "أحكام القرآن الكريم" ہے جو مشہور حنفی فقیہ أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة الأزدى الطحاوي (المتوفى: 321ھ) کی تالیف ہے۔ امام طحاویؒ کو علم تفسیر میں بلند مرتبہ حاصل تھا۔ احکام القرآن نامی تفسیر میں امام طحاویؒ نے قرآن کریم کی ان آیات کریمہ کی تفسیر کی ہے، جو احکام سے متعلق ہیں، یہ تفسیر مرکز البحوث الاسلامیة، استنبول، ترکی سے ڈاکٹر سعد الدین اونال کی تحقیق کے ساتھ دو جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔ پہلی جلد 1995ء جبکہ دوسری جلد 1998ء زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر منظرِ عام پر آئی ہے۔

علامہ قاسم بن قطلوبغاؒ اس تفسیر کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں: "وله كتاب أحكام القرآن يزيد على عشرين جزءا[1]". یعنی امام طحاویؒ نے احکام القرآن لکھی ہے جو بیس اجزاء سے زیادہ ہے۔

مؤلف کا تعارف

آپؒ کا پورا نام أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامه بن عبد الملك بن سلمه بن سليم بن سليمان بن جواب الأزدى، الحجرى، المصرى، الطحاوى، الحنفى ہے۔[2]

قبیلے کی نسبت سے آپ کو ازدی کہتے ہیں، جو ازد بن يغوث بن نبت بن مالك بن زيد بن كهلان بن سبا کی طرف منسوب ہے[3]۔ ازد قبیلہ قحطانیہ کی ایک شاخ ہے[4]۔ خاندانی نسبت سے آپ حجری ہیں، حجر قبیلہ ازد کی چھوٹی شاخ ہے جو کہ حجر بن عمران بن عمرو بن عامر کی طرف منسوب ہے[5]۔ آپؒ کا وطن مصر تھا، اس نسبت سے مصری کہلاتے ہیں۔

جس فقہی مذہب سے تعلق رکھتے تھے اس کی نسبت سے حنفی کہلائے جاتے ہیں۔ قریہ طحا آپ کا آبائی گاؤں

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1192019

ہے، جہاں آپ کی پیدائش ہوئی، اس کی نسبت سے آپؒ الطحاوی کہلائے[6] اور یہی نسبت باقی تمام نسبتوں پر غالب آ گئی، چنانچہ آپؒ اپنے نام کی بہ نسبت اس لقب سے زیادہ معروف ومشہور ہیں۔ امام طحاویؒ دس ربیع الاول سن 239ھ کو طحانامی بستی میں پیدا ہوئے[7]۔

آپؒ نے مصر کے ایک علمی اور دینی گھرانے میں تربیت پائی۔ آپؒ کے والد محمد بن سلامہ صاحبِ علم وفضل اور بلند پایہ ادیب تھے۔ آپؒ کی والدہ امام مزنی شافعیؒ کی بہن اور نہایت پاکدامن خاتون تھی[8]۔ امام طحاویؒ نے اس نیک اور دیندار گھرانے میں پرورش پائی اور شیخ ابویحیٰ بن محمد سے علم قراءت حاصل کیا۔ علمِ فقہ کے لئے اپنے ماموں امام مزنی شافعی کے سامنے زانوئے تلمذ طے کئے۔

امام طحاویؒ 321ہجری کو ماہِ ذیقعدہ کے شروع میں جمعرات کی رات اس دارِ فانی سے رحلت فرماگئے[9]۔

مسلک ومشرب

امام طحاویؒ اہلِ سنت والجماعت کے عقائد پر کاربند رہے چنانچہ عقائد کے حوالے سے ایک نہایت مستند اور متعبر کتاب "العقیدۃ الطحاویۃ" آپؒ ہی کی تصنیف ہے، جس میں اہلِ سنت والجماعت کے عقائد بیان فرمائے ہیں۔ مسلکی حوالے سے آپؒ شروع میں شافعی المسلک تھے کیونکہ آپؒ نے علمِ فقہ کی تکمیل اپنے ماموں شیخ مزنیؒ سے کی تھی جو کہ اپنے زمانے میں مسلک شافعی کے ایک مایہ ناز اور بہترین معلم وشارح تھے۔ مگر کچھ ہی عرصہ گزرنے کے بعد آپؒ نے شافعی مسلک چھوڑ کر حنفی مسلک کو قبول کیا[10]۔

امام طحاویؒ کا حنفی مسلک کو قبول کرنے کے حوالے سے مختلف باتیں مشہور ہیں۔ ابن خلکان نے ابویعلیٰ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے امام طحاویؒ سے اس بابت پوچھا تو آپ نے فرمایا:"لأني كنت أرى خالي يديم النظر في كتب أبي حنيفة، فلذلك انتقلت إليه".[11] یعنی میں اپنے ماموں امام مزنیؒ کو دیکھتا تھا کہ آپ ہمیشہ امام ابوحنیفہ (حنفی مسلک) کی کتابوں کا مطالعہ فرماتے تو اس وجہ سے میرے اندر بھی یہ جستجو پیدا ہوئی کہ میں فقہ حنفی کا مطالعہ کروں جس کے نتیجے میں فقہ حنفی نے مجھے اپنی طرف کھینچ لیا۔

دوسری وجہ علامہ شمس الدین ذہبیؒ ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

> وكان شافعيا يقرأ على أبي إبراهيم المزني، فقال له يوما: والله لا جاء منك شئ، فغضب أبو جعفر من ذلك، وانتقل إلى ابن أبي عمران، فلما صنف مختصره، قال: رحم الله أبا إبراهيم: لو كان حيا لكفر عن يمينه [12].

امام طحاویؒ شافعی المسلک تھے، ابوابراہیم مزنیؒ آپؒ کے استاد تھے ایک دن امام مزنیؒ نے فرمایا: اللہ کی قسم آپ کسی کام کے نہیں رہیں گے۔ اس پر امام طحاویؒ غصہ ہو کر ابن ابی عمرانؒ کی خدمت میں چلے گئے اور ان سے علم فقہ

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1192019

حاصل کیا۔ جب امام طحاویؒ نے مختصر الطحاوی لکھ دی تو کہنے لگے: اللہ تعالیٰ ابو ابراہیم پر رحم فرمائے، اگر اب وہ زندہ ہوتے تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کرتے۔ اگرچہ آپؒ نے امام ابو حنیفہؒ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کیا تھا مگر آپ بذات خود مجتہد تھے، جیسا کہ آپؒ کی کتابوں سے واضح ہے۔

حصولِ علم

آپؒ نے اپنے زمانے کے کبار اہلِ علم سے کسبِ فیض کیا، حفظِ قرآن اور علمِ قراءات میں آپؒ نے ابوزکریا یحی بن محمد بن عمروس سے استفادہ کیا، اس کے بعد علمِ حدیث و فقہ کے لئے اپنے ماموں امام مزنیؒ کے حلقے میں جانے لگے۔ ان سے خوب استفادہ کیا۔

مصر چونکہ اس زمانے میں علوم کا مرکز تھا، اس لئے دنیا کے مختلف ممالک و اطراف کے اہلِ علم و شیوخ یہاں کا رخ فرماتے اور یہاں پر دور دراز علاقوں کے شیوخ موجود ہوتے، یہی وجہ ہے کہ امام طحاویؒ نے مصر میں رہتے ہوئے بہت سے اکابر اہلِ علم سے مختلف علوم وفنون بالخصوص حدیث اور فقہ کی تحصیل کی۔ مگر آپؒ کی علمی پیاس نہ بجھ سکی چنانچہ مصر کے دیگر شیوخ سے استفادہ کرنے کے بعد مزید علوم وفنون کی تحصیل کے لئے شام کا سفر کیا جہاں آپؒ نے غزہ، عسقلان، طبریہ اور بیت المقدس کے شیوخ سے علم حاصل کیا، دمشق میں قاضی ابوخازم سے علم فقہ سیکھا[13]۔

فقہ حنفی کی تحصیل کے لئے عراق کا سفر کیا اور دو سندوں سے امام ابو حنیفہؒ کے فقہی مسائل و استنباطات سیکھے۔ ایک عیسیٰ بن ابان سے جو کہ امام محمد بن حسنؒ شیبانی کے شاگرد تھے اور دوسرا بکر بن محمد سے جو محمد بن سماعہ کے شاگرد تھے اور محمد بن سماعہ امام محمدؒ کے شاگرد تھے۔ امام طحاویؒ کے اساتذہ کی کثرت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ بعض حضرات نے ان پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ ان حضرات کی صحبت اور شرفِ تلمذ کا اثر آپؒ کی زندگی بالخصوص زیرِ نظر کتاب میں نمایاں ہے۔ آپؒ کے مشہور اساتذہ میں سے امام ابو اسحاق ابراہیم بن ابی داود کوفی (متوفیٰ 270ھ)، ابو اسحاق ابراہیم بن مرزوق بصری (متوفیٰ 270ھ)، ابو جعفر احمد بن ابی عمران بغدادی حنفی (متوفیٰ 280ھ)، ابو جعفر احمد بن اسحاق (متوفیٰ 318ھ)، مصر کے قاضی القضاۃ ابو بکر بکار بن قتیبہ بصری (متوفیٰ 270ھ)، ابو حازم عبد الحمید بن عبد العزیز بصری، امام شافعی کے شاگرد اور مشہور شافعی فقیہ علامہ اسماعیل بن یحی مزنی (متوفی 264ھ)، امام احمد بن شعیب نسائی (متوفیٰ 303ھ) وغیرہ حضرات شامل ہیں[14]۔ شرح مشکل الاثار میں امام طحاویؒ نے بہت سی روایتیں امام نسائی سے نقل فرمائی ہیں۔

تبحر علمی

کسی عالم کے مقام و مرتبے کا اندازہ اس کی علمی مہارت اور مختلف فنون کے ساتھ دلچسپی سے ہوتی ہے امام طحاویؒ

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1192019

کو حق تعالیٰ شانہ نے بہت سے علوم سے وافر حصہ نصیب فرمایا تھا، بالخصوص مندرجہ ذیل علوم میں آپؒ کو خصوصی مہارت حاصل تھی:

علوم الحدیث

امام طحاویؒ مصر میں اس وقت رہے جب علمِ حدیث کی تدوین ہو رہی تھی چنانچہ آپؒ نے مشہور محدثین سے علومِ حدیث حاصل کئے۔

علوم الحدیث میں آپؒ کی مہارت کی واضح دلیل یہ ہے کہ آپؒ نے اس علم کے سب سے مشکل فن (اختلاف الحدیث) میں کتا لکھی۔ امام طحاویؒ اس فن میں بہت سے محدثین سے سبقت لے گئے۔ آپؒ رجال اور علل میں بھی نمایاں مقام پر فائز تھے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے ائمہ جرح وتعدیل جیسے ابن عدی، ابو بکر بن مقری، امام ابو القاسم طبرانی وغیرہ حضرات نے آپ کے سامنے زانوے تلمذ طے کئے[15]۔ اسی طرح ابو الحسن الاخمینی، ابو الفرج احمد بن قاسم وغیرہ حضرات نے بھی آپ سے روایت کی ہے[16]۔ علومِ حدیث کے ماہرین اور ائمہ جرح وتعدیل نے آپؒ کی امامت کا اعتراف کیا ہے۔

علم فقہ

دوسرا علم جس میں امام طحاویؒ کو اجتہاد اور امامت کا درجہ حاصل تھا وہ علمِ فقہ ہے۔ اس علم میں آپؒ کی امامت کا اعتراف فقہاء اور مورخین کرتے چلے آئے ہیں۔ عبد الحی لکھنویؒ لکھتے ہیں:

> "امام طحاویؒ بہت بلند اور عظیم علمی مرتبے پر فائز تھے، جس کی بنا پر آپؒ نے بہت سے اصول و فروع میں صاحبِ مذہب سے اختلاف کیا ہے۔ جو شخص شرح معانی الاثار کا مطالعہ کرے اس پر یہ بات خوب واضح ہو جاتی ہے کہ امام طحاویؒ نے بہت سے مسائل میں دلائل کی بنیاد پر امام ابو حنیفہؒ کے قول کے مخالف کو ترجیح دی ہے۔ چنانچہ حقیقت یہ ہے کہ ان مجتہدین میں سے ہیں۔ جنہوں نے اپنے آپ کو کسی معین امام کی طرف منسوب کیا ہو مگر وہ اصول وفروع میں اس کی تقلید نہیں کرتے، کیونکہ وہ خود اجتہاد کے رتبے پر فائز ہوتے ہیں۔ یہ حضرات اپنے آپ کو کسی امام کی طرف صرف اس وجہ سے منسوب کرتے ہیں کہ اجتہاد میں اس کے طریقے کو اپناتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ امام طحاویؒ مجتہد فی المذہب ہیں جو کہ قواعد اور اصول سے احکام کے استنباط و استخراج پر قادر ہیں اور آپؒ کا مرتبہ اس سے کم ہر گز نہیں"۔[17]

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1192019

علامہ خیر الدین زرکلی فرماتے ہیں: "فقيه انتهت إليه رياسة الحنفية بمصر" یعنی آپؒ بہت بڑے فقیہ تھے مصر میں حنفیت آپ کی وجہ سے کمال کو پہنچی ہے۔

علم تفسیر

امام طحاویؒ علمِ حدیث وفقہ کی طرح علمِ تفسیر میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے، جس کی واضح مثال آیاتِ قرآنیہ سے آپ کے مجتہدانہ استدلالات ہیں، چنانچہ آپؒ جہاں مسائل پر بحث کرتے ہیں تو دیگر دلائل کی طرح قرآن کریم کی آیات سے بھی استدلال فرماتے ہیں اور ان آیات سے استنباطِ احکام فرماتے ہیں، اسی طرح آپؒ نے آیات الاحکام کی تفسیر بھی لکھی ہے جو آپ کے قرآن فہمی اور تدبر قرآنی کی شاہکار ہے، جس کے منہج واسلوب سے اس آرٹیکل میں بحث کی جائے گی۔

علم تاریخ

امام طحاویؒ کو جن علومِ کثیرہ میں مہارت حاصل تھی ان میں ایک علم تاریخ بھی ہے، چنانچہ آپ کے تبحر علمی کی واضح دلیل یہ ہے کہ آپؒ نے علمِ تاریخ میں باقاعدہ کتاب لکھی۔ امام سیوطیؒ نے انہیں مصر کے ان علماء میں شمار کیا ہے جن کو فنِ تاریخ میں مہارت حاصل تھی۔ تاریخ میں آپ کی مشہور کتاب **"التاريخ الكبير"** ہے[18]۔

علم لغت:

امام طحاویؒ قرآن وسنت اور علومِ مستنبطہ کے امام تھے اور یہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ علومِ دینیہ میں مہارت کے لئے عربی لغت سے واقفیت اور گہری مناسبت ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ امام طحاویؒ کو دیگر بہت سے علوم کی طرح علمِ لغت میں بھی خوب واقفیت حاصل تھی یہاں تک کہ بعض حضرات نے آپؒ کو علمِ لغت کا امام قرار دیا ہے۔

علامہ ابن تغریؒ کا بیان ہے:

> **"كان إمام عصره بلا مدافعة في الفقه والحديث واختلاف العلماء والأحكام واللغة والنحو".**[19]
>
> (ترجمہ): امام طحاوی اپنے زمانے میں فقہ، حدیث، خلافیات، احکام، لغت اور نحو کے امام تھے۔[20]

تصانیف

امام طحاویؒ نہایت عمیق اور گہرے علم کے مالک تھے کیونکہ آپؒ نہایت ذکی اور فطین ہونے کے علاوہ کبار اہلِ علم کے شرفِ تلمذ سے مشرف ہوچکے تھے۔ آپؒ نے تدریس کے ساتھ ساتھ مختلف موضوعات پر انتہائی تحقیقی اور عمدہ کتابیں بھی لکھی ہیں۔ قاضی حسین صیمریؒ آپ کی چند مایہ ناز کتابوں کا تعارف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1192019

أول ما صنف من كتبه المختصر على ترتيب كتاب المزني ولأبي جعفر كتب جليلة مثل إختلاف العلماء وما عمل مثله أحد وكتابه الكبير في الشروط وكتابه في أحكام القرآن وفي شرح معاني الآثار وغير ذلك من الكتب الجليلة[21]

(ترجمہ): آپؒ کی سب سے پہلی تصنیف "المختصر" ہے، جو امام مزنیؒ کی کتاب کی ترتیب پر ہے، اس کے علاوہ آپؒ نے کئی عظیم المرتبت کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جیسے "اختلاف العلماء" جس کی نظیر نہیں ملتی۔ اسی طرح آپؒ نے "الکبیر فی الشروط"، "أحكام القرآن" اور "شرح معانی الآثار" وغیرہ کتابیں لکھی ہیں۔

ان کتابوں کے علاوہ آپؒ نے معانی الآثار، بیان مشکل الآثار، شرح الجامع، الجامع الكبير، شرح الجامع الصغير، الشروط الكبير، الشروط الصغير، الشروط الأوسط، محاضرات، كتاب التاريخ، مناقب أبى حنيفة، النوادر الفقهية، الحكايات، حكم أراضى مكة، قسمة الفئى، الغنائم، اختلاف الروايات على مذهب الكوفيين وغیرہ بیش قیمت اور علمی و تحقیقی کتابیں لکھی ہیں[22]۔

احکام القرآن میں امام طحاویؒ کا منہج و اسلوب

امام طحاویؒ نے اپنی مایہ ناز تفسیر احکام القرآن میں تفسیر بالماثور کا طریقہ اختیار فرمایا ہے۔ آیات الاحکام کی تفسیر میں مستند اور قابلِ اعتماد ماخذ سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے آپ کو معتبر اور قابلِ تقلید مفسرین کی صف میں شامل کیا ہے۔ آپؒ نے اس تفسیر میں جس عمدہ منہج اور اسلوب کو اپنایا ہے اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

1: ابواب فقہیہ کی ترتیب

امام طحاویؒ کے پیشِ نظر چونکہ احکام سے متعلقہ آیات کی تفسیر ہے، اس لئے آپؒ نے اس تفسیر میں آیاتِ قرآنیہ کی ترتیب کے لحاظ سے تفسیر نہیں فرمائی بلکہ ابوابِ فقہیہ کی ترتیب سے کتاب الطہارات، کتاب الصلوٰۃ، کتاب الزکوٰۃ اور کتاب الصیام وغیرہ کے عنوانات قائم کر کے ان کے جو احکام آیاتِ قرآنیہ سے ثابت تھے، انہیں آیات کی تفسیر کے ضمن میں لکھا ہے۔ اس طرح آپؒ نے ایک نئے اور منفرد تفسیری منہج کی بنیاد رکھی۔ چنانچہ کتاب الطہارات سے پہلے آپؒ تحریر فرماتے ہیں:

"فأول ما نذكر من ذلك، ما وقفنا عليه من أحكام الطهارات المذكورات في كتاب الله عز وجل".[23]

(ترجمہ): ب سے پہلے ہم جس چیز کا ذکر کریں گے وہ ان احکامات کا بیان ہے جو طہارت سے

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1192019

متعلق قرآن کریم سے ثابت ہیں۔

اس کے بعد آپؒ نے فقہی ابواب کے لحاظ سے عنوانات قائم کئے ہیں اور ہر باب میں اس کی متعلقہ آیات اور ان سے مستنبط ہونے والے احکام بیان فرمائے ہیں۔

2۔ تفسیر القرآن بالقرآن اور امام طحاویؒ

قرآن کریم کی سب سے عمدہ اور بہترین تفسیر وہ ہے جو خود قرآن کریم سے ثابت ہو، چنانچہ قرآن کریم میں بہت سے مقامات پر ایسا ہوا ہے کہ کسی جگہ کوئی حکم مجمل بیان ہوا اور دوسری جگہ اس کی تفصیل بیان ہوئی ہے، یہ تفسیر بالماثور کا سب سے اونچا درجہ ہے۔ امام طحاویؒ نے اپنی تفسیر میں اس بات کا اہتمام کیا ہے کہ جس آیت کی تفسیر قرآن کریم کی دوسری آیت میں موجود ہے وہاں قرآن کریم ہی سے تفسیر فرمائی ہے۔ چنانچہ جُنُب کے لئے طہارت کے حکم کی تفسیر کرتے ہوئے آپؒ رقمطراز ہیں:

> **"قال الله جل ثناؤه : {وإن كنتم جنبا فاطهروا} ولم يبين لنا عز وجل في هذه الآية ما ذلك الطهور الذي أمرنا به؟ وبينه لنا في آية أخرى وهي قوله عز وجل : {ولا جنبا إلا عابري سبيل حتى تغتسلوا} وبين لنا أيضا على لسان رسوله صلى الله عليه وسلم، وفي أفعاله كيفية ذلك الغسل".** [24]
>
> (ترجمہ): اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے: {وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا} [25] اگر تم جنابت میں ہو تو اچھی طرح صفائی حاصل کرو۔ یہاں پر اللہ تعالیٰ نے اس طہور کا بیان نہیں فرمایا جو مامور بہ ہے۔ دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: {وَلَا جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّى تَغْتَسِلُوا} [26] یہاں پر غسل کی تصریح ہے جس سے طہور مامور بہ کی وضاحت ہو گئی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک اور افعال سے اس غسل کی کیفیت کی وضاحت ہو چکی ہے۔

3: تفسیر القرآن بالسنۃ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث طیبہ قرآن کریم کی تفسیر کا دوسرا اہم اور بڑا ماخذ ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کے معلم اول اور مفسر ہیں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادِ باری تعالیٰ: (وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ) [27] پر عمل کرتے ہوئے اپنے اقوال وافعال سے قرآن کریم کی تفسیر فرمائی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ماثور تفاسیر میں احادیث مبارکہ کا وافر ذخیرہ موجود ہوتا ہے۔ امام طحاویؒ نے

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1192019

بھی جن آیات کی تفسیر قرآن کریم میں موجود نہیں، ان کی تفسیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے فرمائی ہے، چنانچہ اگر یہ کہا جائے کہ اس تفسیر میں احادیث طیبہ کا بیش قیمت ذخیرہ موجود ہے تو بے جا نہ ہو گا کیونکہ امام طحاویؒ ہر آیت کی تفسیر میں اپنی سند کے ساتھ کئی احادیث ذکر کرتے ہیں۔ جس کی وضاحت مندرجہ ذیل مثالوں سے ہو جاتی ہے:

1۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ".[28]

اس میں اللہ تعالیٰ نے نماز سے پہلے وضو کرنے کا حکم دیا ہے مگر وضو میں تعدادِ غَسل (اعضاءِ وضو کو دھونے کی تعداد) کا بیان نہیں ہے۔ امام طحاویؒ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"قال الله جل ثناؤه : فاغسلوا وجوهكم وأيديكم إلى المرافق فلم يبين لنا عز وجل في هذه الآية عددا من الغسل، وبينه لنا على لسان نبيه صلى الله عليه وسلم فحدثنا الحسين بن نصر المعارك البغدادي، قال: حدثنا محمد بن يوسف الفريابي، قال: حدثنا زائدة بن قدامة، قال: حدثنا علقمة بن خالد، أو خالد بن علقمة، عن عبد خير، عن علي رضي الله عنه " أنه توضأ ثلاثا ثلاثا، ثم قال: هذا طهور رسول الله صلى الله عليه وسلم".[29]"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اعضاءِ وضو کو دھونے کی تعداد بیان نہیں فرمائی، البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اس کا بیان ہوا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے تین تین دفعہ ان اعضاء کو دھولیا پھر فرمایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضوء ہے۔ اس کے بعد پانچ مزید روایات ذکر فرمائی ہیں۔

2۔ قرآن کریم کی آیت (وَقُومُوا لِلَّهِ قَانِتِينَ)[30] کی تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ولم نجد في كتاب الله عز وجل ما يدلنا على المراد به، طلبناه في سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم فحدثنا علي بن شيبة، قال: حدثنا يزيد بن هارون، وحدثنا حسين بن نصر، قال: سمعت يزيد بن هارون، ثم اجتمعا، فقالا: أخبرنا إسماعيل بن أبي خالد، عن الحارث بن شبيل، عن أبي عمرو الشيباني، عن زيد بن أرقم، قال: كنا نتكلم في الصلاة حتى نزلت : {حافظوا على الصلوات والصلاة الوسطى وقوموا لله

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1192019

قانتين} ، فأمرنا بالسكوت ففي هذا الحديث ما يدل على أن المراد بالقنوت في الآية التي تلونا النهي عن الكلام الذي كانوا يتكلمون به في الصلاة لحوائجهم ولما هو بهم، من أمورهم".[31]

قرآن کریم میں ہمیں کوئی ایسا لفظ نہیں ملا جو قنوت کی مراد کو واضح کرے تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں تلاش کیا۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نماز کے دوران باتیں کیا کرتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی، تو ہمیں خاموش رہنے کا حکم دیا گیا۔ اس حدیث نے مذکورہ آیت میں قنوت کا مطلب واضح کیا کہ اس سے مراد بات چیت سے منع کرنا ہے جو وہ لوگ آپس میں اپنی ضرورت اور امور کے حوالے سے کرتے تھے۔

3۔ تیمم کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (**فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا**)[32] اس میں صعید کی تفسیر کرتے ہوئے امام طحاویؒ فرماتے ہیں:

"وكان قوله عز وجل : {صعيدا طيبا} من المتشابه المختلف في المراد به ما هو ؟، فقال بعضهم: كل شيء من الأرض وقال بعضهم: الصعيد الطيب: التراب النظيف دون ما سواه ولما اختلفوا في ذلك، ولم نجد لما اختلفوا فيه دليلا في كتاب الله عز وجل التمسناه في سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم، فوجدناه فيها. حدثنا إسماعيل بن يحيى المزني، قال: حدثنا الشافعي، قال: حدثنا ابن عيينة، عن الزهري، عن ابن المسيب، عن أبي هريرة رضي الله عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم ، قال: " أعطيت خمسا لم يعطهن أحد قبلي: جعلت لي الأرض كلها مسجدا وطهورا، ونصرت بالرعب، وأحلت لي الغنائم، وأرسلت إلى الأحمر والأبيض، وأعطيت الشفاعة".[33]

(ترجمہ): اللہ تعالیٰ کا قول: "صعيدا طيبا" متشابہ ہے جس کی مراد میں اختلاف کیا گیا ہے، بعض فرماتے ہیں کہ اس سے مراد راکھ، مٹی اور ریت سمیت ہر وہ چیز ہے جو زمین کی جنس سے ہو۔ یہ قول امام ابو حنیفہؒ اور امام زفرؒ کا ہے۔ جبکہ بعض فرماتے ہیں: اس سے مراد صرف صاف مٹی ہے اس کے علاوہ باقی چیزیں اس میں شامل نہیں ہیں۔ جب اس کی مراد میں اختلاف ہوا اور قرآن کریم کی کوئی دلیل کسی ایک مراد کو متعین نہیں کرتی تو سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں تلاش کر کے ہمیں اس کی تفسیر مل گئی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1192019

ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے پانچ ایسی چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں ملیں، ساری زمین میرے لئے مسجد اور پاکیزہ بنائی گئی ہے، رعبِ خداوندی کی بدولت میری مدد کی گئی ہے، مالِ غنیمت میرے لئے حلال کیا گیا ہے، مجھے ہر سرخ وسفید (تمام انسانوں) کی طرف بھیجا گیا ہے اور مجھے شفاعت کی اجازت دی گئی ہے۔

(اس حدیث میں "**جعلت لي الأرض كلها مسجدا وطهورا**" کے الفاظ ہیں، جس سے امام ابو حنیفہؒ کے قول کی تائید ہوتی ہے)

4۔ تفسیر القرآن باقوال الصحابۃ میں امام طحاویؒ کا منہج

قرآن کریم کی تفسیر کا تیسرا ماخذ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال ہیں کیونکہ ان حضرات نے نزولِ وحی کا مشاہدہ کیا اور براہِ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآنی تعلیمات اور دینی احکام سیکھے ہیں، لہٰذا جس آیت کی تفسیر قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں نہ ملے تو اس کی تفسیر کے لئے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ امام طحاویؒ نے بھی اسی اصول کو اپنایا اور آیاتِ قرآنیہ کے لئے اقوالِ صحابہ کو سند کے ساتھ ذکر فرمایا۔ جس کی وضاحت کے لئے ذیل کی مثالیں ذکر کی جاتی ہیں:

1۔ مریضوں کو تیمم کی اجازت کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"**وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا**".[34]

یہاں مرضیٰ سے کون سے مریض مراد ہیں اس بارے میں امام طحاویؒ فرماتے ہیں:

قال الله عز وجل ثناؤه : {وإن كنتم مرضى} ، ولم يبين لنا عز وجل ذلك المرض من أي الأمراض هو في كتابه، ولا على لسان رسوله صلى الله عليه وسلم، ولكنا وجدناه مرويا عن عبد الله بن عباس حدثنا إبراهيم بن مرزوق، قال: حدثنا أبو الوليد الطيالسي، عن زائدة بن قدامة، عن عطاء بن السائب، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس، {وإن كنتم مرضى} ، قال: " هو المجدور وصاحب القرحة في سبيل الله عز وجل، إذا خاف إن هو اغتسل بالماء أن يموت، تيمم " فأعلمنا أنه هو المريض الذي يخاف عليه من الماء، وهذا قول مالك، وأبي حنيفة، وأبي يوسف، ومحمد[35]

مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرض کا بیان نہیں فرمایا کہ کس قسم کی بیماری میں تیمم کی اجازت ہے اور نہ ہی

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1192019

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں اس کی وضاحت ہے، البتہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کی تفسیر مروی ہے۔ سعید بن جبیرؒ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اس سے مراد وہ شخص ہے جس کے بدن پر اللہ تعالیٰ کے راستے میں زخم پڑ گئے ہوں یا اس کے بدن پر پھوڑے پھنسیاں نکلی ہوں، جس کی وجہ سے اس کو یہ اندیشہ ہو کہ اگر پانی سے غسل کرلے تو اس کی موت واقع ہو جائے گی تو وہ تیمم کر سکتا ہے۔ اس طرح حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہمانے ہمیں بتایا کہ اس سے مراد وہ مریض ہے جس پر پانی کے استعمال کے نتیجے میں ہلاکت یا مرض بڑھنے کا اندیشہ ہو۔

2۔ قرآن کریم نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا ہے کہ فصل کی کٹائی کے دن اس کا حق دیا کریں۔ یہاں حق کی وضاحت موجود نہیں کہ اس سے کیا مراد ہے۔ امام طحاویؒ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"عن ابن عباس {وآتوا حقه يوم حصاده}،قال:"العشر ونصف العشر".[36]

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حق سے مراد عشر اور نصف عشر ہے۔

5۔ تفسیر القرآن باقوال التابعین

قرآن کریم کی جس آیت کی تفسیر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال میں نہ ملے، اس کی تفسیر حضرات تابعین کے اقوال کی روشنی میں کی جائے گی، کیونکہ یہ خیر القرون کے لوگ ہیں اور انہوں نے براہِ راست حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے استفادہ اور کسبِ فیض کیا ہے۔ امام طحاویؒ نے بھی اسی منہج کو اپنایا ہے، اور جہاں قرآن کریم کی تفسیر قرآن کریم، احادیث طیبہ اور اقوال صحابہ میں نہ ملے تو تابعین میں سے معروف مفسرین اور کبار اہلِ علم کے اقوال سے تفسیر فرماتے ہیں۔

قرآن کریم پڑھے جانے کے وقت اللہ تعالیٰ نے توجہ سے سننے اور خاموش رہنے کے متعلق ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا ہے: **(وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ)**[37]۔ اس سے کس موقع پر قراءتِ قرآن مراد ہے؟ اس حوالے سے امام طحاویؒ فرماتے ہیں:

"روي عن مجاهد في ذلك ماحدثنا إبراهيم بن مرزوق، قال: حدثنا وهب بن جرير، عن شعبة، عن منصور، عن إبراهيم بن أبي حرة، عن مجاهد في قوله عز وجل: " {وإذا قرئ القرآن فاستمعوا له وأنصتوا لعلكم ترحمون} ، قال: " في الصلاة والخطبة".[38]

امام مجاہدؒ فرماتے ہیں: اس سے مراد نماز اور خطبے میں قرآن پڑھنا ہے۔

اسی طرح قرآن کریم کی آیت: **(فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ)**[39] کی تفسیر حسن بصری فرماتے ہیں " ھو النحر"[40]

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1192019

یعنی اس سے مراد قربانی ہے۔

6۔ مذاہبِ فقہاء کا بیان

امام طحاویؒ نے اپنی تفسیر میں نہ صرف احادیث، اقوالِ صحابہ و تابعین ذکر فرمائے ہیں بلکہ مختلف فیہ مسائل میں ائمہ کرام کے اقوال ان کے ناموں کے ساتھ بیان کئے ہیں۔

مقدارِ سفر کے بارے میں فقہاء کرام کی آراء ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"فقال بعضهم: هو ما كانت مسافته مسيرة ثلاثة أيام فصاعدا وممن قال ذلك أبو حنيفة، وسفيان، وزفر، وأبو يوسف، ومحمد، ورووا ذلك عن ابن عمر وقال بعضهم: تقصر الصلاة في مسيرة أربع برد، ومقدار ذلك مسيرة اليوم التام وهو قول مالك رحمه الله، وقد روي ذلك عن ابن عمر، وابن عباس". [41]

(ترجمہ): بعض حضرات فرماتے ہیں کہ مقدارِ سفر تین دن اور اس سے زائد کی مسافت ہے، یہ امام ابو حنیفہؒ، سفیان ثوریؒ، امام زفرؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول ہے جو انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا ہے۔ جبکہ بعض فرماتے ہیں کہ اس سے چار برد سفر میں قصر کیا جائے گا، جو کہ ایک پورے دن کی مسافت کے برابر ہوتا ہے یہ امام مالکؒ کا قول ہے، اور یہی قول حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ہے۔

جمعہ کی اذان کے بعد بیع و شراء میں فقہاء کرام کا اختلاف ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وقد اختلف أهل العلم في المتبايعين في هذا الوقت المنهي عن التبايع فيه، فقالت طائفة منهم: هو مكروه، والبيع جائز، وممن قال ذلك منهم: أبو حنيفة، وزفر، وأبو يوسف، ومحمد، والشافعي وقالت طائفة منهم: ذلك البيع باطل، وممن قال ذلك منهم مالك بن أنس". [42]

(ترجمہ): جس وقت میں خرید و فروخت کرنے سے منع کیا گیا ہے اس وقت خرید فروخت کرنے والوں کے بارے میں اہلِ علم کا اختلاف ہے، ایک جماعت کا کہنا ہے کہ یہ مکروہ ہے مگر بیع جائز ہے (ملکیت آجائے گی) ان میں امام ابو حنیفہؒ، امام زفرؒ، امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ اور امام شافعیؒ شامل ہیں۔ اور دوسری جماعت کا کہنا ہے کہ یہ بیع باطل ہے، یہ امام مالکؒ کا قول ہے۔

7۔ مختلف قراءات کی وضاحت

امام طحاویؒ کو تفسیر اور حدیث کے ساتھ ساتھ علمِ قراءات میں بھی دسترس حاصل تھا، جیسا کہ آپؒ کے

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1192019

تعارف میں ذکر ہو چکا ہے، یہی وجہ ہے کہ آپؒ نے اپنی تفسیر میں فقہی و تفسیری مباحث کے ساتھ قراءات کے مباحث پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ قرآن کریم چونکہ کئی قراءات کے ساتھ نازل ہوا ہے اور بعض اوقات قراءات کے بدلنے سے آیت کا مفہوم اور مستنبط ہونے والے احکام بھی بدل جاتے ہیں، ایسے مواقع پر امام طحاویؒ مختلف قراءات کا ذکر فرماتے ہیں، اور ان کی روشنی میں آیات کا مفہوم بھی واضح فرماتے ہیں۔

وضو میں پاوں دھونے کے متعلق قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "**وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ**".[43]

اس آیت میں لفظ "**أَرْجُلَكُمْ**" کو دو طرح پڑھا گیا ہے، امام طحاویؒ اس کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

> "**{وأرجلكم إلى الكعبين} ، واختلف الناس في قراءة هذا الحرف وفيما ردوه إليه مما قبله. فقراءة بعضهم: " وأرجلكم " بالكسر وردوه إلى قوله: {وامسحوا برءوسكم} ، وذهبوا إلى أن اللازم في الرجلين هو المسح عليهما لاغسلهما. فممن ذهب إلى هذا المعنى الحسن البصري، والشعبي، ومجاهد وَقَرَأَهُ آخَرُونَ: " وَأَرْجُلَكُمْ " بِالنَّصْبِ وَرَوَوْا ذَلِكَ عَنْ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَابْنِ عَبَّاس**".[44]

مفہوم یہ ہے کہ اس حرف کی قراءات اور معطوف علیہ میں لوگوں کا اختلاف ہے، بعض حضرات نے لام کے کسرے کے ساتھ پڑھا ہے، اور اس کا عطف **{وامسحوا برؤوسكم}** پر کیا ہے، چنانچہ ان کا مذہب یہ ہے کہ پاوں میں بھی مسح لازم ہے نہ کہ غَسل۔ یہ مذہب حسن بصریؒ، امام شعبیؒ اور مجاہدؒ کا ہے۔ دوسرے حضرات نے لام کے نصب کے ساتھ " **وَأَرْجُلَكُمْ** " پڑھا ہے، یہ انہوں نے دو صحابہ کرام حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی ہے۔

8۔ تفسیر کے بجائے لفظ تاویل کا استعمال

امام طحاویؒ کی تفسیر کی ایک منفرد خصوصیت یہ ہے کہ آپ جس آیت کی تفسیر کرنا چاہتے ہیں تو اس کی شروع میں لکھتے ہیں: "**تأويل قول الله عز وجل**" یعنی آپؒ نے ہر جگہ لفظِ تفسیر کے بجائے تاویل کا لفظ ذکر کیا ہے، چنانچہ ایک مقام پر لکھتے ہیں:

> "**تأويل قول الله عز وجل : {فامسحوا بوجوهكم وأيديكم منه}**".[45]

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

> "**تأويل قوله تعالى : {يأيها الذين آمنوا إذا نودي للصلاة}**".[46]

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1192019

ان اقتباسات سے اس قول کی تائید ہوتی ہے کہ متقدمین کے نزدیک تفسیر اور تاویل مترادف الفاظ تھے۔

9۔شانِ نزول کا بیان

امام طحاویؒ نے بعض آیات کی شانِ نزول بھی بیان فرمائی ہے جس کی مدد سے آیت کا مفہوم سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں:

"عن جابر بن عبد الله، في قوله عز وجل: {وتركوك قائما} ، قال: جاءت عير وهو قائم يخطب، فخرج الناس إليها حتى بقي اثني عشر رجلا، فنزلت هذه الآية".[47]

اللہ تبارک و تعالیٰ کے ارشاد "{وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا}[48]" کے بارے میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ایک قافلہ آیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمارہے تھے تو لوگ قافلہ کی طرف چل پڑے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف بارہ لوگ رہ گئے، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

سورہ مجادلہ کے شانِ نزول کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

"عن يزيد بن زيد، في قوله: {قد سمع الله قول التي تجادلك في زوجها} ، قال: هي خولة ابنة صامت، كان زوجها مريضا فدعاها فلم تجبه، فقال: أنت علي كظهر أمي، فأتيا رسول الله صلى الله عليه وسلم، فأنزل الله عز وجل هذه الآية". [49]

اللہ تعالیٰ کے ارشاد: {قد سمع الله قول التي تجادلك في زوجها} کے بارے میں یزید بن زید سے روایت ہے کہ یہ خولہ بنت صامت کے بارے میں نازل ہوئی، جس کا شوہر مریض تھا، اس نے حضرت خولہ کو بلایا تو اس نے جواب نہیں دیا جس کے نتیجے میں اس نے کہا: تم مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہو۔ وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

10۔ناسخ منسوخ کی وضاحت

قرآن کریم کی بعض آیات ایسی ہیں جن کی تلاوت کی جاتی ہے مگر ان کا حکم منسوخ ہو چکا ہے، ان کی تعداد کے بارے میں حضرات مفسرین کا اختلاف ہے۔ امام طحاویؒ نے اپنی تفسیر میں آیتِ منسوخہ کی بھی نشاندہی فرمائی ہے اور قائلینِ نسخ کا بھی تعین فرمایا ہے۔ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں:

"قال الله عز وجل : {وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين} وكان هذا من المتشابه المختلف في المراد به، وفي ثبوت حكمه وفي نسخه

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1192019

فقال بعضهم: هي منسوخة بقوله عز وجل : {فمن شهد منكم الشهر فليصمه} ورووا ذلك عن أبي سلمة بن الأكوع صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم ما حدثنا علي بن عبد الرحمن، قال: حدثنا عبد الله بن صالح، قال: حدثنا بكر بن مضر، عن عمرو بن الحارث، عن بكير بن الأشج، عن يزيد، مولى سلمة بن الأكوع، عن سلمة، أنه قال: لما نزلت هذه الآية : {وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين} كان من أراد أن يفطر ويفتدي فعل حتى نزلت التي بعدها فنسختها وقد روي هذا القول عن عامر الشعبي".[50]

اللہ تعالیٰ کا قول{**وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين**} متشابہات میں سے ہے جس کی مراد میں بھی اختلاف ہے اور اس بارے میں بھی اختلاف ہے کہ اس کا حکم اب بھی برقرار ہے یا منسوخ ہو چکا ہے۔ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد {**فمن شهد منكم الشهر فليصمه**} سے منسوخ ہو چکا ہے اور یہ بات انہوں نے حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی ہے، حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نازل ہوا:{**وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين**} تو جو شخص یہ چاہتا کہ روزہ نہ رکھے بلکہ فدیہ دیدے وہ ایسا کرتا، یہاں تک کہ یہ دوسری آیت نازل ہوئی جس نے اس آیت کو منسوخ کر دیا۔ یہ قول عامر شعبیؒ سے بھی منقول ہے۔

خلاصۂ بحث

1۔ اہلِ علم نے مختلف جہات اور پہلوؤں سے قرآن کریم کی تفسیریں لکھی ہیں جن میں ایک اہم پہلو قرآن کریم کے ان آیات کی تفسیر ہے جو انسانی زندگی کے متعلق احکامِ عملیہ پر مشتمل ہیں۔

2۔ امام طحاویؒ کی "احکام القرآن" اپنے موضوع پر نہایت مستند اور بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے اور اپنے اسلوب و منہج کے حوالے سے منفرد ہے۔

3۔ امام طحاویؒ نے تفسیر بالماثور کے طریقے کو اپناتے ہوئے آیات الاحکام کی تفسیر قرآنی آیات، احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم، آثارِ صحابہ اور اقوال تابعین کی روشنی میں کی ہے۔

4۔ امام طحاویؒ کو اجتہاد کا مقام حاصل تھا، اس لئے آپؒ نے اجتہادی بصیرت کی روشنی میں مسلکِ احناف کی بھرپور تائید کی ہے، اور ساتھ ہی ادب و احترام کے پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے دیگر ائمہ کرام کے اقوال بھی ذکر فرمائے ہیں۔

5۔ امام طحاویؒ نے اپنی تفسیر میں شانِ نزول، مختلف قراءات اور ناسخ منسوخ کی نشاندہی بھی فرمائی ہے۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1192019

حواشی وحوالہ جات

1. ابن قطلوبغا، تاج التراجم في طبقات الحنفية، المكتبة الشاملة، ج:1 (المرقم)، ص: 3
2. الذهبي، محمد بن أحمد، سير أعلام النبلاء 748 ھ ، مؤسسة الرسالة ، بيروت ، الطبعة التاسعة 1413ھ ج: 15 ، ص 27
3. ابن حزم، أحمد بن سعيد، جمهرة أنساب العرب، دار الكتب العلمية، بيروت 1424ھ ، ج: 2، ص: 330
4. القلشقندي، نهاية الأرب في معرفة الأنساب العرب، المكتبة الشاملة، ج: 1، ص: 23
5. الجزري، محمد ، اللباب في تهذيب الأنساب، دار صادر، بيروت ، 1400ھ ، ج: 1، ص: 46
6. السمعاني، محمد بن منصور، الأنساب، دار الجنان، بيروت، لبنان، الطبعة الاولى 1408ھ ، ج: 1، ص: 120
7. أيضا، ج: 4، ص: 53
8. الزركلي، محمود بن محمد،(المتوفى : 1396ھ) الأعلام ، ، دار العلم للملايين ، الطبعة : الخامسة عشر ، 2002 م ، ج:1 ، ص: 206
9. ابن الجوزي، علي بن محمد، المنتظم في تاريخ الملوك والأمم ، دار صادر، بيروت، الطبعة الأولى، 1358ھ، ج : 6 ، ص: 250
10. الكندي، يوسف بن يعقوب، السلوك في طبقات العلماء والملوك، مكتبة الإرشاد ، صنعاء ، 1995م ج: 1 ، ص: 220
11. ابن خلكان، محمد بن أبي بكر، وفيات الأعيان، دار صادر، بيروت ، ج:1، ص: 71
12. الذهبي، محمد بن أحمد، المتوفى 748 ھ، سير أعلام النبلاء ،مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة التاسعة 1413ھ ، ج: 15 ، ص: 29
13. ابن حجر، أحمد بن علي، لسان الميزان، مؤسسة الأعلمي للمطبوعات، بيروت ، الطبعة الثالثة ، 1406ھ ج:1، ص: 275
14. الذهبي، محمد بن أحمد، سير أعلام النبلاء، مؤسسة الرسالة، بيروت، ج :12، ص: 354: لسان الميزان، أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل العسقلاني، ج: 1، ص: 274، الطبقات السنية في تراجم الحنفية، التقي الغزي، المكتبة الشاملة، ج:1، ص: 136،
15. أبوبكر، محمد بن عبد الغني، التقييد لمعرفة رواة السنن والمسانيد، دار الكتب العلمية ، بيروت، 1408ھ، ج:1، ص: 175
16. ابن عساكر، علي بن حسين، تاريخ دمشق، الطبعة الاولى: 1419ھ، دار الفكر، بيروت، ج: 5، ص: 367
17. عبد الحي، محمد، م 1304 ھ، الفوائد البهية، دار الأرقم، مصر، 1998م، ص :31
18. ابن كثير، اسماعيل بن عمر، البداية والنهاية، دار إحياء التراث العربي ، الطبعة الاولى 1408 ھ ج:11 ص: 198
19. بردي، ابن تعزي، النجوم الزاهرة في ملوك مصر والقاهرة، ج: 3 ، ص: 240
20. الكندي، يوسف بن يعقوب، السلوك في طبقات العلماء والملوك، مكتبة الإرشاد، صنعاء، 1995م، ج: 1، ص: 220
21. الصيمري، حسين بن علي، أخبار أبي حنيفة وأصحابه، عالم الكتب ، بيروت، 1405ھ، ج:1، ص: 168
22. الذهبي، أحمد بن عثمان، تذكرة الحفاظ، دار الكتب العلمية ، بيروت ، الطبعة الأولى، 1419ھ، ج: 3 ، ص: 22 ، و تاج التراجم في طبقات الحنفية، قاسم بن قطلوبغا ، المكتبة الشاملة ، ج: 1 ، ص: 3

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1192019

23. الطحاوي، أحمد بن محمد، أحكام القرآن ، مركز البحوث الإسلامية التابع لوقف الديانة التركي ، استانبول ، الطبعة : الأولى ، ج: 1 ، ص: 66
24. أحكام القرآن للطحاوي ، ج1، ص: 87
25. المائدة : 6
26. النساء : 43
27. النحل : 44
28. المائدة : 6
29. أحكام القرآن للطحاوي (المتوفى : 321هـ) ، مركز البحوث الإسلامية التابع لوقف الديانة التركي ، استانبول ، الطبعة : الأولى ، ج: 1 ، ص: 74
30. البقرة : 238
31. أحكام القرآن للطحاوي ، ج: 1 ، ص: 212
32. النساء : 43
33. أحكام القرآن للطحاوي ، ج: 1 ، ص: 102، 103
34. النساء : 43
35. أحكام القرآن للطحاوي ، ج: 1 ، ص: 93
36. نفس مصدر، ج: 1 ، ص: 331
37. الأعراف : 204
38. أحكام القرآن للطحاوي ، ج: 1 ، ص: 243
39. الكوثر : 2
40. أحكام القرآن للطحاوي ، ج: 1 ، ص: 184
41. نفس مصدر، ج:1 ، ص: 190
42. نفس مصدر، ج:1 ، ص: 152
43. المائدة : 6
44. أحكام القرآن للطحاوي ، ج: 1 ، ص: 81، 82
45. نفس مصدر، ج:1 ، ص: 103
46. نفس مصدر، ج:1 ، ص: 139
47. نفس مصدر، ج:1 ، ص: 155
48. الجمعة : 11
49. أحكام القرآن للطحاوي ، ج: 2 ، ص: 390
50. نفسِ مصدر، ج: 1 ، ص: 417

@ 2017 by the author, Licensee University of Chitral, Journal of Religious Studies. This article is an open access article distributed under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC BY) (http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).